# ڈاکٹر ف۔عبدالرحیم" جلوہ ہائے پابہ رکاب" کے آئینہ میں

کلیدی الفاظ: روحانی بزرگ # وفات # جلوہ ہائے پارکاب # اولوالعزمی # آخرت #مخزن # سکون # علامتِ فاعل۔

ڈاکٹر کے۔ایچ۔کلیم اللہ
نائب پرنسپل (اکاڈمک) صدر، شعبۂ اردو،
ریسرچ گائیڈ مظہر العلوم کالج، آمبور، تمل ناڈو

تلخیص : دنیا سے عظیم ہستیوں کا ایک کے بعد دیگر اٹھ جانا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ جیسے ایک شمع سے دوسری شمع روشن ہوتی ہے۔ ان ہستیوں کے علم سے دنیا منور ہوتی ہے۔ اپنی علمیت سے انھوں نے کئی لوگوں کو مستفیض کیا ہے۔ دنیا علم کے بغیر اندھیرا ہے۔ اس اندھیرے کو دور کرنے والوں میں ان عظیم ہستیاں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان بزرگوں کو یاد کرنا اور ان کے علمیت کا اقرار کرنا ہر ایک کا فریضہ بنتا ہے۔ وہ اپنے تخلیقات اور ملفوظات کی وجہ سے رہتی دنیا تک یاد کیے جائیں گے۔ یہ حضرات ہمارے سماج و معاشرے کے لیے ایک نعمتِ اعظمی سے کم نہیں ہیں، جن کی جدائی حقیقت میں ہم سب کا بہت بڑا خسارہ ہے جن کا نعم البدل بہت مشکل سے مل سکتا ہے۔ ایسی ہستیاں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہر کسی کو اس دارِ فانی سے رخصت ہونا ہی ہے۔

اس غم کدہ میں یارب ہم کس سے دل لگائیں
جس شے کو دیکھتے ہیں آمادۂ فنا ہے

نہ صرف وانمباڑی بلکہ عالمی شہرت یافتہ روحانی بزرگ ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب کی وفات ناقابل تلافی خسارہ ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ ایک عالم کی موت ایک عالَم کی موت ہے۔ وانمباڑی شہر کو ایک عالمی شہرت عطا کرنے والی ہستی آج ہمارے درمیان نہیں رہی۔ ایسی شخصیتیں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بہت مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اس دار فانی میں جو بھی آیا ہے ہر ایک کو جانا ہے۔ موت ایک ایسی حقیقت ہے اس کا کوئی منکر نہیں، لیکن ظاہر ہے کہ باکمال شخصیات کا اس طرح ایک ایک کر کے دنیا سے رخصت ہوتے چلے جانا باقی رہنے والوں کے لیے نہایت غم و اندوہ اور بڑے آزمائش کا سبب ہے۔

میں یہاں ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب کی ایک کتاب بزبانِ اردو " جلوہ ہائے پابہ رکاب" جو جنوری 2023 میں شائع ہوئی، تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ جس میں انھوں نے اپنی زندگی کے شیرین و تلخ تجربوں کا نچوڑ پیش کیا ہے۔ جس سے ہمیں بہت سی سبق آموز باتوں سے آگاہی ہوتی ہے۔ انھوں نے کتاب کی وجۂ تسمیہ علامہ اقبالؔ کے اس مصرع سے منسوب کیا ہے۔

بہشت مغربیاں جلوہ ہائے پابہ رکاب

زندگی کے تمام شعبۂ حیات پر ڈاکٹر صاحب کی گہری نظر تھی، ذکاوت و ذہانت میں بے نظیر تھے،، اولوالعزمی اور حوصلہ مندی ان کا شعار تھا، دھن کے پکے تھے، جو ٹھان لیتے پورا کر کے دم لیتے، اور کمال ہے کہ صورت حال چاہے جتنی عجلت کی متقاضی ہو، وہ سنجیدگی کا دامن نہیں چھوڑتے، چہرے پر بے چینی، گھبراہٹ، اور عجلت کے آثار تک نہیں آنے دیتے، کارگہ حیات میں صبر وضبط ان کے ہتھیار تھے۔

-------

ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب کو عربی زبان سیکھنے کا شوق شروع ہی سے تھا۔ آپ نہ صرف عربی سے اچھی واقفیت رکھتے تھے بلکہ انگریزی میں بی۔اے (آنرز) کی ڈگری پریسی ڈنسی کالج، چینئی سے حاصل کی۔ اسلامیہ کالج، وانمباڑی میں پہلے وہ انگریزی کے استاد کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سے ایم۔اے (عربی) پاس کرنے کے بعد 1959 میں آپ عربی ڈیپارٹمنٹ کے صدر کے عہدہ پر فائز ہوئے۔

آپ نے اس کتاب میں ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے کہ شہرِ وانمباڑی کے ایک صاحب نے ان سے پوچھا کہ آپ کیا کرتے ہیں تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ وہ انگریزی پڑھا رہے ہیں، پھر ان صاحب نے پوچھا کہ کہاں؟ تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ

اسلامیہ کالج میں،تو ان صاحب نے کہا کہ آخرت کے راستے پر کب گامزن ہوں گے؟اس کے بعد جب بھی وہ صاحب راستے میں نظر آتے تو ڈاکٹر صاحب راستہ بدل دیتے تھے۔ جب ڈاکٹر صاحب عربی کے استاد مقرر ہوئے تو پھر ان صاحب سے ملاقات ہوئی تو ڈاکٹر صاحب نے خوش ہوکران سے کہا کہ میں اب انگریزی نہیں عربی پڑھا رہا ہوں تو ان صاحب نے پھر پوچھا کہ کہاں؟ تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اسلامیہ کالج میں،تو پھر وہ وہی جملہ دہرانے لگے کہ کب آخرت کے لائن میں آئیں گے؟ گویا ان کے نزدیک مدرسہ میں خدمات انجام دینا ہی دین کی خدمت ہے۔

جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ ایک زبان کی بولی دوسری زبان کی گالی۔ جیسے اردو میں نائی حجام کو کہتے ہیں۔کوئی اردو والا ہمارے علاقے میں حجام کو نائی اگر کہہ دے تو انجام معلوم ہے کہ کیا ہوگا؟ ڈاکٹر صاحب نے حج کے ایام کا ایک واقعہ بیان کیا ہے جو چالیس پینتالیس سال پہلے کا تھا جب کہ آج کی طرح سہولتیں میسر نہیں تھیں،تو ان دنوں منٰی میں پانی کی بہت قلت تھی اور یمنی لوگ پانی لاکر بیچتے تھے۔ڈاکٹر صاحب کے ساتھ اردو اور تمل بولنے والے حاجی تھے۔ایک یمنی سقا پانی بیچتے ہوئے وہاں پہنچا، اس نے عربی زبان میں پوچھا کہ کیا پانی چاہیئے؟ وہاں بیٹھی ایک عورت نے کہا"لا" یعنی پانی لے آؤ۔عورت نے اردو میں کہا تھا۔اس سقا نے عربی والا لفظ "لا" سمجھا یعنی"نہیں"اور واپس جانے لگا۔عورتیں کہنے لگیں، اس شخص کی بے وقوفی دیکھو ہم اسے پانی لانے کو کہہ رہے ہیں اور وہ واپس جارہا ہے۔

ڈاکٹر صاحب انگریزی ہو یا عربی ،الفاظ کے معنٰی کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ اس کا مصدر کیا ہے، وہ لفظ کس سے مشتق ہے؟ اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے۔لفظ Magazine جس کی اصل مخازن' جو مخزن' کی جمع ہے۔اس بنا پر رسالے کو انگریزی میں Magazine کہا جانے لگا اس میں مہینے بھر کی خبروں کو جمع کر کے ایک ساتھ شائع کردیا جاتا ہے۔فرنچ میں یہی عربی لفظ Magasin بن گیا جو بمعنی دکان ہے۔ڈاکٹر صاحب کی اس تحقیق کو خلیل نامی صاحب ماننے کے لیے تیار نہ ہوئے بعد میں جب وہ Oxford Dictionary میں وہی باتیں من وعن لکھی ہوئی دیکھیں تو ڈاکٹر صاحب کے قائل ہوگئے کہ ڈاکٹر صاحب صرف عربی ہی میں عبور نہیں رکھتے بلکہ انگریزی میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔انگریزی لغت سے انھیں خاص دلچسپی تھی وہ ہر لفظ کی etymology یعنی اس کا اشتقاق اور اس کی اصل تک پہنچنے کی کوشش کرتے تھے۔

عام طور پر اردو والے علامتِ فاعل ' نے' اور علامتِ مفعول 'کو' کے استعمال میں

غلطیاں کرتے ہیں۔ جملہ اگر بغیر[ نے' ہوتو فعل ، فاعل کے تابع ہوتا ہے، جیسے احمد روٹی کھایا اور اگر جملے میں [ نے' استعمال ہوتو فعل، فاعل کے نہیں مفعول کے تابع ہوتا ہے۔ جیسے احمد نے روٹی کھائی، اسی طرح اگر[ کو' کا استعمال ہو تو فعل نہ فاعل کے تابع ہوتا ہے نہ مفعول کے بلکہ وہ نیوٹرل بن کر رہ جاتا ہے جیسے: لڑکے نے لڑکی کو مارا۔ لڑکی نے لڑکے کو مارا۔ ڈاکٹر صاحب بتاتے ہیں کہ ان کے استاد نے اس مشکل قاعدے کو انہیں انوکھے طریقے سے سکھایا۔

**Ne Cuts off the Subject, and Ko cuts off the Object, and the verb is left alone, and it becomes neutral.**

ہم نے بھی اپنے بچپن میں دورانِ تعلیم اسی مناسبت سے ایک لطیفہ اپنے استاد سے سنا تھا۔کہ ایک صاحب لکھنؤ سے ہمارے علاقے تشریف لائے۔ مسجد میں وضو کرنے کے بعد گھڑی لینا بھول گئے اور نماز کی حالت میں گھڑی یاد آئی، جوں ہی نماز ختم ہوئی ، انھوں نے وضو خانہ میں گھڑی تلاش کی جو نہ ملی۔تو وہ صاحب رنجیدہ ہوئے اور موذن صاحب جو بے چارے غریب کی جورو سب کی بھابی کے مثل ہوتے ہیں ان سے ان صاحب نے پوچھا کہ "میں نے یہاں پر گھڑی رکھی تھی، کیا آپ نے دیکھی" موذن صاحب نے کے قاعدے سے واقف نہ تھے تو انھیں غصہ آ گیا اور کہنے لگے " تو کیوں ری رکھی تھی ، وہاں رکھی تو رہنگا کیاری"۔

آج کل کمپیوٹر کا زمانہ ہے۔رات کے ساڑھے دس بجے ڈاکٹر صاحب کے ایک دوست عبدالرحمن صاحب کا فون آیا کہ ڈاکٹر صاحب مجھے سکون نہیں مل رہا ہے، یہ سن کر ڈاکٹر صاحب یہ سمجھے کہ کوئی دل کا عارضہ ہوگیا ہے یا پھر کوئی نفسیاتی مشکل پیش آئی ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ ایسا کچھ نہیں تھا۔ بلکہ انھیں عربی " کی بورڈ" میں زیر، زبر، پیش وغیرہ مل گئے تھے مگر اب تک بس ایک علامت کافی دیر سے نہیں مل رہی تھی۔وہ ہے [سکون' یعنی جزم۔اس طرح انھوں نے ڈاکٹر صاحب کا سکون حرام کر دیا تھا۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے استادوں کے پڑھانے کے طریقوں کا بھی اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ سبق کا عنوان بچوں کے زبانی نکالنے کے لیے عجیب سوالات کرتے تھے ۔جب ڈاکٹر صاحب پانچویں جماعت میں تھے تو استاد نے پوچھا کہ کچھ مشہور سگریٹ کے نام بتاؤ۔طلبہ دنگ رہ گئے کہ یہ کیسا سوال ہے؟ کہ کہیں استاد ہمارا امتحان تو نہیں لے رہیں کہ ہم میں کون اس کا عادی ہے؟ جب انھوں نے سوال کو دہرایا تو بچوں نے اس زمانے کا مشہور سگریٹ Passing Show کا ذکر کیا تو پھر استاد نے پوچھا کہ پھر کونسا

ہے تو بچوں نے کہا کہ "اکبر"۔تو استاد نے کہا کہ آج کا سبق "اکبر شہنشاہ" ہوگا۔ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں یہ واقع تقریباً 75 سال پہلے کا ہے لیکن یہ سبق میرے ذہن میں اتنا ہی تازہ ہے کہ جیسے استاد نے اسے کل ہی پڑھایا ہو اور اس کی وجہ استاد کا انوکھا طریقہ تھا جس کے ذریعہ "شہنشاہ اکبر" کا تعارف کرایا گیا تھا۔

ڈاکٹر صاحب بہت ذہین وفطین تھے، چلتے پھرتے اپنے استاد سے فارسی کی کتابیں 'گلستان' اور 'بوستان' پڑھ لی اور فارسی میں اچھی دسترس حاصل کرلی۔ڈاکٹر صاحب نے ایک پتہ کی بات بھی بتائی کہ برصغیر کے مدارس میں طلبہ عربی نحو کی بڑی بڑی کتابیں پڑھنے کے باوجود اگر وہ قواعد میں سنگین غلطی کرتے ہیں تو اس کی وجہ مشق کا فقدان ہے۔ڈاکٹر صاحب کی لکھی ہوئی عربی کی کتاب" دروس اللغۃ العربیۃ لغیر الناطقین بھاللاطفال"امریکہ،ملیشیا اور کئی ممالک میں مبتدیوں کے لیے بہترین کتاب تسلیم کی گئی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں اپنے طالبِ علمی کے زمانے کا ایک عجیب واقعہ بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ایک بار ڈاکٹر صاحب کو امتحان جاتے وقت اپنی گھڑی نہیں مل رہی تھی تو ان کے ملازم نے اپنی گھڑی دے دی جو ٹھیک نہیں تھی ، اس لیے کہ وہ رکی ہوئی تھی۔ڈاکٹر صاحب سمجھ رہے تھے کہ وقت کافی ہے مگر جب اعلان ہوا کہ امتحان کا وقت ختم ہو چکا اور طلبہ لکھنا بند کردیں تو ڈاکٹر صاحب پریشان ہو گئے اور پیروں تلے کی زمین کھسک گئی لیکن یہ اللہ تعالیٰ شانہ کی طرف سے ایک مصلحت تھی اگر وہ First Division میں پاس ہو جاتے تو انگریزی کے پروفیسر بن جاتے اور پھر عربی زبان وادب کا شغف ختم ہو جاتا یا کمزور پڑ جاتا۔ ایک جگہ کتاب میں وانمباڑی مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے ایک رکن جناب کُمنی خلیل الرحمن صاحب کا تذکرہ کیا ہے کہ انھوں نے پریسی ڈنسی کالج میں بی۔اے(ہانز) کی ڈگری حاصل کرتے وقت مدراس میں ان کی تجارتی منڈی میں قیام کا موقعہ دیا تھا، مرحوم نے ان کے لیے کھانے کا انتظام بھی کیا تھا، ڈاکٹر صاحب نے دورانِ تعلیم اپنے بچپن کی کس مپرسی کا بھی ذکر کیا ہے۔لکھتے ہیں' باسی' چاول سے ان کا ناشتہ ہوتا تھا۔مزید انھوں نے لکھا ہے کہ وانمباڑی مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی طرف سے مالی اعانت ناقابلِ فراموش ہے اس لیے کہ یہ اعانت نعمت عظمیٰ سے کم نہیں تھی۔

غرض وہ جس موضوع پر لب کشا ہوتے حُسنِ تکلم، خوبی ادا، صحت الفاظ، موزونی تراکیب، برجستہ اشعار اور علمی استدلال سے ایسا سماں باندھ دیتے کہ وہ کہیں اور سنا کرے

کوئی والی کیفیت پیدا ہوجاتی۔

انھوں نے اس کتاب میں نہ صرف ہمیں عربی زبان وادب کے رموز ونکات اور عربی اردو ترجمہ نگاری کے اسرار سکھائے، بلکہ اردو زبان وادب ، مضمون نگاری وانشا پردازی اور اردو املا کے اختلافات اور مروج طرز تحریر کے حوالے سے ایسی قیمتی باتیں سکھائیں جو اردو ادب کا ذوق رکھنے والوں کے لیے رہ نما ثابت ہوتی ہیں،آپ جبل العلم کہلانے کے مستحق تھے، وہ اپنی نشست وبرخاست اور انداز واطوار کے حوالے سے طلبہ واساتذہ اور معاصرین میں آئیڈیل کی حیثیت رکھتے تھے، وہ اپنے شائستہ وادیبانہ طرز تدریس کی وجہ سے طلبہ میں بے حد مقبول تھے ، وہ خوش پوشاک واقع ہوئے تھے۔ وہ ایک بیدار مغز اور دور اندیش مفکر اور بسیار نویس صاحب قلم بھی تھے۔انھوں نے سعودی عرب، امریکہ،ملیشیا، کویت، مصر، عرب امارات، قطر اور ترکی جیسے مختلف ممالک کا نہ صرف دورہ کیا ہے بلکہ کئی زبانوں سے اچھی واقفیت بھی رکھتے تھے۔

عربی زبان کے تئیں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔آپ کی خدمات کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں ، یہ خدمات ہمیں یہ بشارت دیتی ہے کہ اللہ تعالی اپنی پیاری عربی زبان کے بے لوث اور قابل رشک خدمت کے بدلے ان کی مغفرت فرمادے گا۔دعا ہے اللہ انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، ان کے پسماندگان، تلامذہ اور عقیدت مندوں کو ان کا نعم البدل عطا کرے، اور ان کے ادھورے کاموں کی تکمیل کے لئے شکلیں اور صورتیں پیدا فرمائے۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

آئی جوان کی یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقشِ ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

کتابیات:(Bibliography)

"جلوہ ہائے پابہ رکاب." ازڈاکٹر ف۔عبدالرحیم
"پردہ اٹھادوں گر چہرۂ الفاظ سے"۔ازڈاکٹر ف۔عبدالرحیم

☆☆☆